International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
PP:174 -187

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

حقوق نسواں اور جدید چیلنجز: تحقیقی جائزہ

Women's Rights and Modern Challenges: A Research Review

Muhammad Naeem
PhD Scholar, International Islamic University, Islamabad.
Dr Syed Asif Mahmood
Incharge/Head, Department of Tafsir & Quranic Sciences, International Islamic University Islamabad.

Abstract

Islam is the only religion that has guided us in all walks of life. Islam is a complete religion. Islam has given women a place of honor and respect. The teachings of the Qur'an and hadith are very clear in this regard. Surah Al-Nisaa, Al-Ma'idah, Al-Noor and Khatbah Al-Hijjat al-Vida teach the honor and respect of women. Islam has not only made a woman valuable in every respect, mother, daughter, sister, and mother, but has also given her separate rights in every respect . Islam demolished the mountains of atrocities committed on Bint e Hawa during the time of ignorance and removed the obstacles that hindered the growth and progress of Bint e Hawa. But unfortunately, about a hundred years ago, when a loud slogan of free women and women's rights was raised in the West, whose intentions and objectives were evil. This slogan not only engulfed the west in its trap, but also made many of the people of pakistan proud of it. And then the effects of this movement are still visible to us today in "My disease, transgender act" and many other forms. The purpose of all these movements was to propagate indecency and to fulfill their intended objectives, that even if the passion was true, it was invalid due to the lack of the light of the divine. The purpose of this paper is to discuss only two issues. One is what rights Islam has given to women and the second is how we can face the modern challenges in terms of women's rights and what role we can play for our regeneration and the survival of Islamic society.

Keywords: Rights. Women. Modern challenges.

CC BY

تعارف:

اسلام واحد وہ مذہب ہے جس نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ہماری مکمل رہنمائی کی ہے ۔ اسلام ایک مکمل ظابطہ حیات ہے ۔ اسلام نے عورت کو عزت واحترام کا مقام دیا ہے ۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات اس حوالہ سے بہت واضح ہیں ۔سورۃ النسآء ، المآئدۃ ، النور اور خطبۃ حجۃ الوداع میں عورت کے عزت واحترام کا عیاں درس ملتا ہے ۔ اسلام نے عورت کو ماں ، بیٹی ، بہن ، اور ماں ہر لحاظ سے نہ صرف قابل قدر قرار دیا بلکہ ہر حیثیت سے اس کے جداگانہ حقوق متعین فرمائے ہیں ۔ بنت حوا پر زمانہ جاہلیت میں ہونے والے مظالم کے پہاڑوں کو اسلام ہی نے گرایا اور ان رکاوٹوں کو ختم کیا جو بنت حوا کی ترقی وعروج میں حائل تھیں ۔لیکن بد قسمتی سے آج سے تقریبا سو سال پہلے جب آزادی نسواں اور حقوق نسواں کا ایک پرفریب نعرہ مغرب میں بلند ہوا جس کے عزائم ومقاصد مذموم تھے ۔ اس نعرہ نے نہ صرف مغرب کی خواتین کو اپنے جال میں لپیٹا بلکہ برصغیر پاک وہند کی بھی کئ خواتین اس کا شکار ہوگئ اور پھر اس تحریک کے اثرات آج بھی ہمیں " میراجسم میری مرضی " ٹرانس جینڈر ایکٹ " اور کئ دیگر صورتوں میں نظر آتے ہیں ۔ ان تمام تحریکوں کا مقصد بے حیائی کو رائج کرنا اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل تھی ، کہیں اگر جذبہ صادق تھا بھی تو وحی کے نور سے محرومیت کی وجہ سے کالعدم تھا ۔ اس مقالہ کا مقصد صرف دو امور کو زیر بحث لانا ہے ۔ ایک یہ کہ اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیئے اور دوسرا یہ کہ حقوق نسواں کے حوالہ سے کیسے ہم جدید چیلنجز کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اپنی نسل نو اور اسلامی معاشرہ کی بقاء ودوام کے لئے کیا کردار ادا کر سکتے ہیں ۔

اسلام اور عورت کا مقام:

ازروئے قرآن :

اسلام نے عورت کو کیا مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور عورت کی کیا حیثیت ہے ۔ اس کو کما حقہ سمجھنے کے لئے ہمیں اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت کا مطالعہ کرنا ہوگا کیونکہ اہل عرب کا مشہور مقولہ

ہے ' الأشیاء تعرف بالأضداد ' کسی بھی چیز کو سمجھنے کے لئے اس کی ضد کا پہچاننا بہت ضروری ہے ۔ اسلام سے پہلے عورت کس مظلومیت کا شکار تھی ۔ تو سب سے پہلے اس کا جائزہ لیتے ہیں ۔

اسلام سے پہلے عورت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے ۔ معاشرہ میں اس کی کوئی عزت نہ تھی ۔ نکاح ، طلاق ، عدت ، میراث ، ایام حیض ، وفات ، وغیرہ کا کوئی قانون نہ تھا بلکہ زمانہ جاہلیت میں عورت ایک کھلونا تھی اور زیادہ سے زیادہ گھر کی ایک نوکرانی سمجھی جاتی ۔ عرب کے کئی معاشروں میں عورت کی زندگی بھی باپ او ر وڈیروں کے رحم وکرم پر تھی ۔ لڑکی کی پیدائش کو معیوب سمجھا جاتا اور ایسا شخص جس کے ہاں لڑکی کی ولادت ہوتی وہ رنج اور شرم کے مارے لوگوں سے چھپتا پھرتا تھا ۔ زمانہ جاہلیت میں عورت پر ہونے والے مظالم کی فہرست بہت طویل ہے ۔ ذیل میں صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں کہ قرآن کریم نے کیسے ان مظالم کی نفی کی اور ہمیں عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا مثلا

ا۔ نکاح کی کوئی حد نہ تھی چنانچہ غیلان بن سلمۃ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کی دس بیویاں تھیں ۔ [1] قرآن کریم نے نکاح کی حد بندی کردی اور ایک مرد کے لئے چار عورتوں کو حلال کردیا لیکن وہ بھی عدل وانصاف کی شرط کے ساتھ اور اگر کسی کو عدل وانصاف نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو اس کو ایک ہی عورت کے ساتھ نکاح کا مشورۃ دیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے '

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا﴾ [2]

اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے ۔پس اگر تم کو احتمال ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی ۔ اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے۔[3]

۲ ۔ نکاح کے بعد مہر جو کہ عورت کا حق ہے اس کو نہ دیا جاتا اور معاف کرالیا جاتا بلکہ کئی أولیآء تو عورت کا مہر لے کر خود کھا جاتے اور ایک جائز حق سے عورت کو محروم رکھا جاتا

﴿ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا﴾ [4]

اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دیا کرو ۔ ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر کا کوئی حصہ تو تم اس کو کھاؤ مزہ اور خوشگوار سمجھ کر ۔[5]

3 ۔ طلاق کا کوئی ظابطہ اور اصول نہ تھا ۔ مرد جب چاہتا طلاق دیتا جب چاہتا رجوع کرتا اللہ تعالی نے طلاق کی بھی حدود قیود کو متعین فرمایا'

﴿ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾[6]

وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ ۔[7]

۴۔ عورت کو میراث میں حصہ نہ دیا جاتا ان کے ہاں میراث اسی کا حق تھا جو تلوار چلانے کے قابل ہو ۔ اسلام نے عورت کو میراث کا حق دیا'

﴿ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴾[8]

اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑجاویں ، خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ، حصہ قطعی ۔[9]

۵ ۔باپ کی منکوحہ سے نکاح کو جائز سمجھا جاتا اور باپ کی وفات کے بعد وہ وارثوں کہ ملکیت سمجھی جاتی ۔ قرآن نے اس رسم بد کو بھی ختم فرمایا'

﴿ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴾[10]

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (دادا، ابا، نانا) نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گزر گئی بے شک یہ (عقلا) بھی بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعا بھی) بہت برا طریقہ ہے ۔[11]

۶۔ لڑکی کی ولادت کو معیوب سمجھا جاتا تھا قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے '

﴿ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴾ ﴿ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾[12]

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے (اور) اور جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہو اس کی عار میں لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اس کو ذلت پر لیا رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی تجویز بہت ہی بری ہے ۔[13]

۷۔ مطلقہ کو کچھ مہر وغیرہ نہ دیا جاتا بلکہ بعض اوقات اس کے پاس جو مال ہوتا وہ بھی اس سے لے لیا جاتا قرآن نے اس حوالہ سے بھی ارشاد فرمایا '

﴿ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾[14]

اور سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا قاعدہ کے موافق اور یہ مقرر کیا ہوا ہے ان پر جو شرک وکفر سے پرہیز کرتے ہیں ۔[15]

۸۔ عورتوں اور باندیوں کو زنا پر مجبور کیا جاتا اور کئی خبیث الفطرت لوگوں نے عورت کی عزت و آبرو کو مستقل آمدن کا ذریعہ بنا لیا تھا ۔ اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ۔

﴿ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴾[16]

اور اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو اور بالخصوص جب وہ پاک دامن رہنا چاہیں محض اس لئے دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ یعنی (مال) تم کو حاصل ہو جائے۔[17]

۹۔ دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالی نے اس سے منع فرمادیا'

﴿ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾[18]

اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہوچکا ہے ۔[19]

از روئے حدیث :

احادیث مبارکہ میں بھی عورت کے عزت و احترام کے حوالہ سے واضح تعلیمات ملتی ہیں ۔ خاص کر خطبہ حجۃ الوداع جو کہ آپ ﷺ کی وفات سے تین ماہ پہلے آپ ﷺ نے دیا اس میں آپ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا اور پھر خطبہ مرض الموت میں آپ ﷺ نے حکم دیا اور پھر وفات سے چند لمحات پہلے آپ ﷺ کی زبان مبارکہ پر یہ کلمات ' الصلوۃ وماملکت ایمانکم ' اس پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ نے ماتحتوں کے ساتھ کس قدر حسن سلوک کا حکم دیا ۔

جدید چیلنجز اور ان کا حل:

اوپر کی تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوچکا ہے کی اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں ۔ اب عصر حاضر کے چیلنجز پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں کہ ہم ان جدید چیلنجز کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں اور معاشرہ میں کیسے اپنا مثبت کردار ادا کر سکتے ۔ آج کے اس پرفتن دور میں جہاں اپنے ایمان کو بچانا اس قدر مشکل ہو چکا ہے جیسا ہاتھ پر انگارہ رکھنا کیونکہ ہر طرف فتنوں کی ایک یلغار ہے اور یہ فتنے خوبصورت اور پرفریب نعروں سے عامۃ الناس کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں بلکہ کچھ فتنوں سے خواص امت بھی متاثر ہیں ۔ حقوق نسواں کے حوالہ سے آج چند نام نہاد این ، جی ، اوز ، ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں اور ایسی این ، جی ، اوز کو مکمل طور پر اسلام دشمن قوتوں کی حمایت حاصل ہے ۔ عورتوں کے حقوق ، مساوات ، جدت ، روشن خیالی ، آزادی ، حریت ،

تہذیب وتمدن ، مردو زن کی مساوات وغیرہ کا پرفریب نعرہ لگا کر وہ اپنا زہر اگلنے میں مصروف عمل ہیں ۔ مختلف قسم کے نعرے اب بلند کئے جاتے ہیں جن میں

" میرا جسم میری مرضی " ساڈا حق ایتھے رکھ " " عورت کیا مانگے آزادی " ہم بے شرم ہی صحیح " میرا جسم ، میری سوچ ، میرا حق " نظر تمہاری گندی پردہ میں کروں " زہریلی مردانگی صحت کے لئے مضر ہے وزارت عورت " میری شادی نہیں آزادی کی فکر کرو " ناچ میري ببلی تجھے کوئی کچھ نہیں گا " کھانا گرم کردوں گی جسم خود گرم کرلو " اگر دوپٹہ اتنا پسند ہے تو آنکھوں پر باندھ لو " چادر اور چار دیواري زہنی بیماری " میں اکیلی آوارہ میں بدچلن " عورت بچے پیدا کرنے کی مشین نہیں ہے اور " رشتے نہیں حقوق چاہیئے " و غیرہ ۔

دنیا کو یہ تاثر دینے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے کہ اسلام ایک سخت گیر مذہب ہے جس میں عورت کے حقوق نہیں ہیں اور عورت کو جکڑ کر رکھ دیا گیا ہے ۔ یہ پروپگنڈا اور بیانیہ اس زور وشور کے ساتھ پوری دنیا میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے زریعہ پھیلایا گیا کہ مسلمان عورت بھی اس پروپیگنڈا کا شکار ہورہی ہے ۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پروپیگنڈا کو ہر پلیٹ فارم پر بے نقاب کیا جائے اور اسلامی تعلیمات کو اجاگر کیا جائے ۔ میرے خیال میں ہمیں اس حوالہ سے دفاعی موقف اپنانے سے زیادہ اقدامی پہلو کو اپنانا چاہیئے تاکہ پہلے وہ اپنے گھر کی خبر لیں کہ دیگر مذاہب نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں ۔ ان حقوق کو بھی سامنے لا یا جائے اور دین اسلام کے ساتھ ان کا تقابل کیا جائے کیونکہ سب سے آسان کام کسی پر تنقید اور بلاوجہ اعتراض ہوتا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے جن سکالرز نے دفاعی پہلو کو اپنایا ان کو ایک بڑی غلط فہمی لگی کہ شاید اس طرح یہ فتنہ دب جائے لیکن ' مرض بڑہتا گیا جوں جوں دوا کی 'اور اس پہلو کی ہمیں مکمل رہنمائی قرآن حکیم ، فرقان کریم سے ملتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ جب نمروذ سے ہوا جس کا ذکر سورۃ البقرۃ میں موجود ہے تو آپ نے مجیب بننے کے بجائے سائل بننے کو

پسند فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کی وحدانیت اور الوہیت پر دلیل دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ " میرا رب جان ڈالتا ہے اور جان نکالتا ہے "

نمروذ نے کہا یہ کون سا مشکل ہے یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں ۔ اس نے دو قیدی بلائے مجرم کی جان بخش دی اور بے قصور کے لئے سزائے موت کا آرڈر جاری کردیا ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس کی بے عقلی اور موٹے دماغ کا مشاہد ہ کیا تو فرمایا

میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اس کو مغرب سے نکال کر دکھا چنانچہ کافر ہکا بکا رہ گیا۔

معلوم ہوا یہ طریقہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے زیادہ مفید رہتا ہے ۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کی ہمیں اپنا اسلوب مناظرہ ومجادلہ اس کو بدلنا ہوگیا۔ یہ بات اللہ تعالی کی طرف سے ابھی ذہن میں آئی امید ہے کی اہل علم اس پر بندہ کو اپنی دعاؤں سے نوازیں گے ۔ ذیل میں ہم اسی اصول کے پیش نظر اپنے ان مخالفین سے چند سوال کرتے ہیں جن کی زبانیں صبح وشام تیر وتلوار کی طرح چلتی ہیں اور مساوات کا نعرہ لگاتے نہیں تھکتے ۔

پہلا سوال :

میرا پہلا سوال یہ ہے کہ مردوزن کی مساوات سے آپ کی کیا مراد ہے ؟ کیا ایسا ممکن بھی ہے ؟ دونوں میں فطری طور پر ہی مساوات نہیں ، مرد وعورت کے جسم کی ساخت میں فطری طور پر فرق نمایاں ہے ۔ کیا اس فرق کو نظر انداز کرنا ممکن ہے ؟ تو اگر آپ کی مساوات سے مراد فطری مساوات ہے تو ذرا ہمت کیجئے ، آگے بڑھیئے اور کر کہ دکھائیے ؟

اور اگر آپ کی مراد مساوات سے فطری مساوات نہیں بلکہ حقوق کی مساوات ہے تو کیا جو لوگ یہ نعرہ بلند کر رہے ہیں وہ اس پر عمل پیرا ہیں یا صرف اپنے مذموم مقاصد کی خاطر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھوک رہے ہیں ۔ پھر تو ہر شعبہ ہائے زندگی میں آدھے مرد ہونے چاہیے اور آدھی عورتیں ۔ آدھے بچے مرد جنیں اور آدھے عورتیں ، آفس ، سکول ، کالج ، یونیورسٹی ، ائیر پورٹ ، پارلیمنٹ ، بازار ، دفتر ، فوج ، پولیس ، سفارت خانے ، غرضیکہ ہر جگہ پھر آدھے ، مرد ہونے چاہیے اور آدھی عورتیں ،

لیکن ایسا کرنے پر وہ لوگ بھی راضی نہیں جو مساوات کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ معلوم ہوا یہ صرف لوگوں کو الو بنانا ہے اور اس کے پیچھے صرف اور صرف شیطان اور اس کے چیلوں کا کردار ہے جو اسلام کے معاشرتی نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔

اب ذرا سمجھئے کہ اسلام نے بھی مرد وعورت کے حقوق کو بیان فرمایا ہے لیکن مغرب اور این جی اوز کی طرح نہیں بلکہ اسلام کہتا ہے کی مرد گھر کا سربراہ اور حاکم ہے ۔ارشاد باری تعالی ہے

﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ﴾[20]

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں ۔ [21]

قرآن حکیم کا یہ ارشاد عقلی اور فطری ہے جیسے مملکت کا ایک سربراہ ہوتا ہے ، ہر ایک کا سربراہ بننا ٹھیک نہیں ورنہ نظام کا چلنا ممکن نہیں ، اسی طرح گھر بھی ایک چھوٹی مملکت کی طرح ہے اور اللہ رب العزت نے اس کا نظام چلانے کی ذمہ داری بھی مرد پر ڈالی لیکن ایک دوسری آیت میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مرد وعورت دونوں حقوق میں برابر ہیں۔ ﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾[22]

لیکن ہر ایک کی ذمہ داری کا اپنا ایک دائرہ کار ہے جیسے ایک محکمہ کے مختلف افراد ہوتے ہیں ، ہر ایک کی اپنی اپنی ذمہ داری ہوتی ہے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ سب کو ایک کام پر لگا دیا جائے اور باقی کاموں کو بیکار چھوڑ دیا جائے ، اسی طرح اسلام نے بھی مردوعورت کی ذمہ داری کا ایک دائرہ کار متعین کیا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ اسلام نے مردو عورت کے مساوات کا جو نظریہ دیا ہے وہی درست ہے

دوسرا سوال :

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو اس کے تمام جائز حقوق دیئے ہیں مثلا عورت کے عائلی حقوق ، ماں کی حیثیت سے الگ حقوق ، بیٹی کی حیثیت سے الگ حقوق ، بہن کی حیثیت سے الگ حقوق ، بیوی کی حیثیت سے الگ حقوق ، اسی طرح عورت کے ازدواجی حقوق کی ایک طویل فہرست کتب فقہ میں موجود ہے جس میں عورت کو نکاح کا حق ، مہر کے حقوق ، حسن سلوک کے

حقوق ، خلع کے حقوق ، رضاعت ، حضانت ، تربیت اولاد ، کفالت ، وغیرہ کے حقوق ، عورت کے معاشی حقوق میں اس کا والدین ، شوہر اور کلالہ کے مال میں وراثت کے حقوق ، بلکہ اسلام نے عورت کو سیاسی حقوق بھی دیئے جس میں ووٹ کے حقوق ، سفارتی مناصب پر فائز ہونے کے حقوق وغیرہ ، قانونی اعتبار سے بھی اسلام نے عورت کو مختلف حقوق سے نوازا ۔ اتنے حقوق دیئے جانے کے بعد آخر کون سا ایسا حق ہے جو اسلام نے عورت کو نہیں دیا جو مغرب دینا چاہتا ہے ؟ ۔

دراصل مغربی معاشرہ جو اپنی اخلاقی اقدار و روایات کھو چکا ہے ۔ جہاں ہر دس شادیوں میں سے چار کا انجام طلاق پر ہوتا ہے وہ ہمیں بھی اس دلدل میں پھنسانا چاہتا ہے اور ان کا نعرہ مساوات ، آزادی نسواں وغیرہ کے نعروں کا مطلب کیا یہ ہے کہ وہ عورت ان حقوق سے بھی آزاد کرنا چاہتے ہیں ؟ ۔

تیسرا سوال :

اب آخری اور تیسرے سوال کی طرف بڑھتے ہیں اگرچہ اس موضوع پر ان سے درجنوں سوالات کئے جا سکتے ہیں لیکن اس مقالہ کے اختصار کے پیش نظر میں اسی سوال پر اکتفا کروں گا ۔ سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی زبانیں حقوق نسواں کا نعرہ لگانے میں مصروف عمل ہیں وہ بتائیں کہ ان کے مذاہب اور ان کی تہذیبوں نے عورت کو کیا مقام ومرتبہ دیا ؟ ان کے سامنے ہم نے عورت کا وہ مقام بھی رکھا جو اسلام نے عورت کو دیا جو اوپر گزرچکاہے ۔ اسلامی تہذیب کے مطالعہ کے بعد اب چند دیگر تہذیبوں کا اور ان میں عورت کا کیا مقام ومرتبہ ہے ؟ مطالعہ کرتے ہیں تاکہ یہ پروپیگنڈا بے نقاب ہو ۔ تفصیل تو ممکن نہیں صرف اشارہ کرتا ہوں ۔

مختلف تہذیبوں میں عورت کی حیثیت:

یونانی تہذیب :

یونانی تہذیب جو قابل فخر سمجھی جاتی تھی ۔ اس میں عورت کو ایک قابل فروخت اثاثہ تصور کیا جاتا تھا ۔

رومن تہذیب :

رومن تہذیب میں عورت ہر طرح کے حقوق سے محروم تھی بلکہ اس کو بولنے کا حق بھی نہ دیا جاتا اور اس کے منہ پر تالا ڈال دیا جاتا جسے وہ موزیسر کہتے تھے ۔

روسی تہذیب :

روسی تہذیب اور ان کے پیشواوں نے ننانوے فیصد عورتوں کو فتنہ انگیز قرار دے دیا ۔

ہندوستانی تہذیب :

ہندو تہذیب میں لوگ عورت کے سایہ کو بھی منحوس رکھتے تھے اور شوہر کی وفات کے ساتھ اسے بھی زندہ جلنے پر مجبور کیا جاتا یا اسی طرح دکھ کو برداشت کرے اور کسی اور جگہ نکاح کرنے پر پابندی ہوتی

چینی تہذیب :

چینی تہذیب میں عورت کو نہایت حقیر جانا جاتا اور اس کے نکاح کی تقریب میں باپ سے یہ کہلوایا جاتا کہ یہ اگرچہ میری بیٹی ہے لیکن عورت ہونے کے ناطے پیکر فساد و مجسمہ فریب ہے ۔ شہنشاہ کی موت پر اس کی کنیزیں بھی ساتھ دفن کر دی جاتی تاکہ وہ لگلے جہاں بھی ان کے حسن وجمال سے نفع اٹھائے ۔

یورپی تہذیب :

۱۷۵ میں عورت کی حیثیت انگلستان میں بہت مظلوم تھی۔ عموما کمزور و بدصورت لڑکیوں کو مار دیاجاتا تھا ۔

یہودیوں کا عورتوں کے متعلق نقطہ نظر :

یہودیوں کا نقطہ نظر بھی عورت کے حوالہ سے انتہائی قابل مذمت ہےان کاکہنا ہے کہ عورت (حوا) شروع ہی سے شیطان کی آلہ کار اور گناہ گار تھی ۔ انھی کی وجہ سے آدم کو جنت سے نکلنا پڑا اور تمام عورتیں محکوم اور مرد حاکم ٹھرے ۔

عیسائیوں کا عورتوں کے متعلق نقطہ نظر:

عیسائیوں کا نقطہ نظر اس حوالہ سے بدلتا رہاہے ۔ شروع میں انھوں نے عورت کو گناہ کی جڑ قرار دیا اور کہا کہ عورت فتنہ وفساد کی جڑ ہے ۔ بعد کے پادریوں میں سے سینٹ برناڈ کے ہاں عورت شیطان کا ہتھیار ہے۔ اور گرلگوری کے ہاں عورت میں سانپ کا زہر اور اژدھے کا کینہ ہے ۔[23]

اس تمام تر تفصیل کے بعد کیا اب بھی کوئی سلیم الطبع شخص اسلام پر اعتراض کرسکتا ہے ۔ بلکہ یہ اعتراض تو دیگر مذاہب پر بنتا ہے کہ انھوں نے عورت کو اس کے حقوق نہ دیئے جس کی وجہ سے مختلف تحریکیں چلیں اور اب اپنی خفت کو مٹانے کے لئے دوسروں پر الزام دھرا جارہا ہے ۔ تحریک آزادی نسواں جو اب ایک الگ رنگ اختیار کر چکی ہے ۔ شروع شروع میں اس کے مقاصد عورتوں کے حقوق کی تحریک تھی کیونکہ مغرب میں عورت کے حقوق کی جدوجہد کی تاریخ رکھتی ہے۔[24]اور آج مغرب میں جو چند حقوق حاصل ہیں وہ اسی تحریک کا نتیجہ ہیں ورنہ اس سے پہلے مغرب میں جو عورت کی حیثیت تھی وہ ہم نے اوپر ذکر کی ہے ۔ اس لئے اگر غیر مسلم عورت اپنے حقوق کے لئے آواز اٹھائے تو ہم کہ سکتے کہ اس کا مطالبہ بجا ہے لیکن تعجب اس وقت ہوتا ہے جب مسلمان عورتیں بھی ایسی این جی اوز کا آلہ کار بنتی ہیں کیونکہ ایک مسلمان عورت کو تو پہلے سے تمام حقوق حاصل ہیں ۔

نتائج:

۱۔ مردوزن کی مساوات کو اسلام بھی تسلیم کرتا ہے لیکن دونوں کے کام کا دائرہ کار مختلف ہے ۔

۲۔ اسلام نے عورتوں کو معاشی ، قانونی ، انفرادی ، عائلی ، ریاستی ،غرضیکہ ہر قسم کے حقوق عطا فرمائے ہیں جو کسی اور مذہب میں نہیں دیئے گئے ۔

۳۔ عورت اس کائنات کا حسن ہے اور اس کے بغیر اس کا وجود نامکمل ہے ۔

۴۔ مغربی یلغار اور اس حوالے سے نئے فتنوں کا مقابلہ اقدامی اور الزامی طریقہ سے کرنا زیادہ موثر ہے بنسبت دفاعی طریقہ کار اپنانے کے ۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] نعمانی ، محمد منظور ، معارف الحدیث ، (دارالاشاعت ،کراچی ،پاکستان) 7:467-
Nomani, Muhammad Manzoor, Ma'arif al-Hadith, vol. 7/467,(Dar-ul-ishat, Karachi, Pakistan)

الدمشقی ، إسماعیل بن عمر ، تفسیر القرآن العظیم ، الناشر : دار طیبۃ ، الطبعۃ الثانیۃ : 1420ھ - 1999م ، ج2 /ص210 -
Al-Damascusi, Isma'il ibn 'Umar, Tafseer al-Qur'an al-'Azeem, al-Nashr: Dar-e-Ta'iba, al-Tabaqat al-Thaniyyah: 1420 AH. 1999, vol. 2, p. 210.

[2] النسآء ، الآیۃ : ۲- Al-Nisaa, al-Ayyah: 2

[3] التھانوی ، محمد اشرف علی ، بیان القرآن ،مکتبہ رحمانیہ ، اقرا سنٹر غزنی سترہٹ ،اردو بازار ،لاہور ص ۳۲۲
Al-Thanawi,
Muhammad Ashraf Ali, Bayan-ul-Quran, Maktaba Rahmania, Iqra Center Ghazni Satrit, Urdu Bazaar, Lahore, p. 322.

[4] النسآء ، الآیۃ : ۳ - Al-Nisaa,

[5] المصدر السابق : ص ۳۲۶-

[6] البقرۃ ، الآیۃ : ۲۲۹ - Al-Baqara, Al-Ayah: 229

[7] التھانوی ، بیان القرآن : ص ۱۶۲ - Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, p. 162

[8] النسآء ، الآیۃ : ۷ -
Al-Nisaa, Al-Ayah: 7

[8] التھانوی ، بیان القرآن : ص ۳۲۶،۳۲۷ .Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, pp. 326-327 -

[8] النسآء ، الآیۃ ۲۲ - .Al-Nisaa, Al-Ayyat 22

[8] التھانوی ، بیان القرآن : ج۱/ص۳۴۳ - Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, vol. 1, p. 343

[9] التھانوی ، بیان القرآن : ص ۳۲۶،۳۲۷ - Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, pp. 326-327

[10] النسآء ، الآیۃ ۲۲ - .Al-Nisaa, Al-Ayyat 22

[11] التھانوی ، بیان القرآن : ج۱/ص۳۴۳ - .Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, vol. 1, p. 343

[12] النحل ، الآیۃ : ۵۸، ۵۹ - .Al-Nahl, al-Ayah: 58, 59 .

[13] التھانوی ، بیان القران : ج۲/۳۳۸ - .Al-Thanawi, Bayan al-Qur'an, vol. 2/338

[14] البقرۃ ، الآیۃ : ۲۴۱ - .Al-Baqara, Al-Ayah: 241

[15] التھانوی ، بیان القرآن : ص۱۷۲ - .Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, p. 172

[16] النور ، الآیۃ : ۳۳ - .Al-Noor, al-Ayyat: 33

[17]التھانوی ، بیان القرآن : ج۲/۵۷۶ ۔ .Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an, vol. 2/576

[18] النسآء ، الآیۃ : ۲۳ ۔ .Al-Nisaa, al-Ayyah: 23

[19] التھانوی ، بیان القرآن : ۳۴۳ .Al-Thanwi, Bayan al-Qur'an: 343 ۔

[20] النسآء ، الآیۃ : ۳۴ ۔ Al-Nisaa, al-Ayah: 34

.

[21]التھانوی ، بیان القرآن : ۳۵۱ ۔ .Al-Thanawi, Bayan al-Qur'an: 351

[22] البقرۃ ،الآیۃ : ۲۲۸ ۔ Al-Baqara, Al-Ayah: 228

.

[23]حاصلپوری ، محمد عظیم ، تحفۃ النسآء ، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا ۔

Hasilpuri, Muhammad Azeem Tuhfat al-Nissa, also known as The Encyclopedia of Women

دکتور جمال مصطفی ، أستاذ التفسر وعلوم القرآن، جامعۃ أم القری مکۃ المکرمۃ ، مکانۃ المرأۃ فی القرآن والسنۃ بمن الحقائق الثابتۃ، والشبہات الھابطۃ ، المصدر: https://uqu.edu.sa/page/ar/1981466 ص 2 تا 7

Dr. Jamal Mustafa, Astaaz al-Tafseer wa'l-Ulum al-Qur'an, Jamia-ul-Qari Makat-ul-Mukarrama, Makanat al-Mar'ah fi al-Qur'an wa'l-Sunnah bin al-Haqqat al-Thabita, Wal-Shabahat al-Habata

العقاد ، عباس محمود ، المرأۃ في القرآن الکریم : الناشر : موسسۃ ہنداوی ، الطبعۃ : 2017م ، ص 51،52

Al-Aqad, Abbas Mahmood, al-Mar'ah fi al-Qur'an al-Kareem: Al-Nashr: Musasat ۔ Hindawi, al-Tabaqat: 2017, pp. 51,52

[24]علوی ، ڈاکٹر خالد ، الناشر : الفیصل غزنی سٹریٹ ، اردو بازار ، لاہور ، اسلام کا معاشرتی نظام ، ص 480

Alawi, Dr. Khalid, Al-Nashr: Al-Faisal Ghazni Street, Urdu Bazaar, Lahore, Social ۔ System of Islam